



ارشاد باری تعالیٰ

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ (الحج: 31)

(الحج: 31)

ترجمہ: پس بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔



فرمانِ خلیفہ وقت

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا ہے کہ دنیا دار کہتا ہے کہ کس طرح جھوٹ چھوڑیں۔ اس کے بغیر گزارہ نہیں۔ یہ صرف بہت بڑے مفاد کے حصول کے لئے نہیں ہے بلکہ دنیا داروں کی تو یہ حالت ہے کہ ہر معاملے میں جھوٹی سے جھوٹی بات میں بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ دنوں جو نیشنل چیوگرافک رسالہ آیا جھوٹ کے بارے میں مختلف مضامین تھے۔ اس میں ایک بڑا مضمون تھا اور یہ تحقیق تھی کہ ہم جھوٹ کیوں بولتے ہیں؟ اس نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ بظاہر کامیابیاں جھوٹ کی وجہ سے ہوتی ہیں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ کامیابیاں جھوٹ کی وجہ سے ہوتی ہیں اس نے بھی یہی لکھا ہے اور اس میں اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش بھی کی ہے کہ جھوٹ بولنا انسان کی فطرت ہے۔ حالانکہ یہ انسان کی فطرت نہیں بلکہ ماحول جھوٹا بناتا ہے اور کیونکہ ان لوگوں کے تو پھر اپنے دنیاوی مقاصد بھی ہوتے ہیں۔ اس طرح اسی مضمون میں اس نے جھوٹ بولنے کو ہوا دی ہے۔

justify کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ عادت بچپن سے ہی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ بچپن میں بھی ماحول ایسا ہوتا ہے جو عادت ڈالتا ہے۔ اور اب تو ان کا یہ حال ہے کہ بڑے فخر سے ان لوگوں کی تصویریں دی گئی ہیں جو جھوٹ بولنے کے مقابلوں میں حصہ لیتے ہیں۔ بڑے چیمپئن بنتے ہیں اور اس بات پر انعام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک انعام حاصل کرنے والے نے کہا کہ میری بعض کہانیاں جو میں بیان کرتا ہوں کچھ تو صحیح ہوتی ہیں لیکن ان کہانیوں میں بھی اگر جھوٹ کی ملمع سازی نہ ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تو لوگوں کے لئے میری باتیں انتہائی بورنگ (boring) ہو جائیں کوئی ان پہ توجہ نہ دے۔ اس لئے لوگوں کی توجہ کھینچنے کے لئے جھوٹ بولتا ہوں۔ پھر اسی مضمون میں بچوں سے لے کر سیاستدانوں اور مختلف پیشوں سے لے کر سائنسدانوں تک کی یہی باتیں ہیں کہ ان کی باتوں میں جھوٹ شامل ہوتا ہے اور اس معاشرے میں، ماحول میں اتنا جھوٹ ہے کہ ہر جگہ جھوٹ ہی جھوٹ نظر آئے گا اور ان کے خیال میں اس سے بچنے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ اس لئے مجبوری ہے کہ ہم جھوٹ بولیں۔ ہم لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا، مغربی قوموں کا

اس شمارہ میں

دربارِ خلافت

پیارا سید طالع احمد شہید (منظوم)

خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ



Online Edition

سوموار 13 ستمبر 2021ء | 05 صفر 1443 ہجری قمری | 13 تبوک 1400 ہجری شمسی | جلد: 3 | شماره: 217



فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مذاق میں جھوٹ بولنا

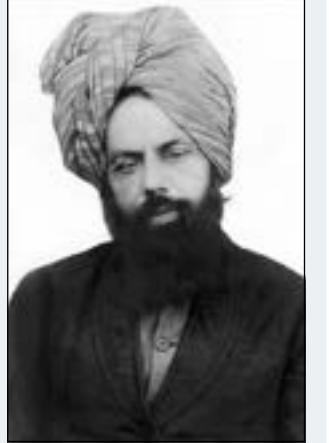
حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”ہلاکت ہے اس کے لئے جو اس لئے جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس سے لوگوں کو ہنسائے۔ تباہی ہے اس کے لئے، تباہی ہے اس کے لئے۔“ (ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی التشدید فی الکذب)



حضرت سلطان القلم کے رشحاتِ قلم

جھوٹ کی مذمت

”قرآن شریف نے جھوٹ کو بھی ایک نجاست اور رجس قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ (الحج: 31)۔ دیکھو یہاں جھوٹ کو بُت کے مقابل رکھا ہے اور حقیقت میں جھوٹ بھی ایک بُت ہی ہے ورنہ کیوں سچائی کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے۔ جیسے بُت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسی طرح جھوٹ کے نیچے بھی بجز ملمع سازی کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جھوٹ بولنے والوں کا اعتبار یہاں تک کم ہو جاتا ہے کہ اگر وہ سچ کہیں تب بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھ جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر جھوٹ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹ کم ہو جائے تو جلدی سے دور نہیں ہوتا۔ مدت تک ریاضت کریں تب جا کر سچ بولنے کی عادت ان کو ہوگی۔“



(ملفوظات جلد 3 صفحہ 350-351 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

”یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں مگر میں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدّمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں ایک لفظ بھی مجھے جھوٹ لکھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟ اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں۔“

اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ وہ سزا ان کی بعض اور مخفی در مخفی بد کاریوں کی ہوتی ہے۔ اور کسی اور جھوٹ کی سزا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو ان بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پالیتے ہیں۔“

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 479 تا 480 ایڈیشن 2009ء مطبوعہ انگلستان)

پیارا سید طالع احمد شہید

ایک ہیرا طالع سید ہو گیا ہم سے جدا
جو خلافت کا تھا عاشق اور اس کا باوفا
وہ خلیفہ کا تھا پیرو اور سلطان نصیر
دین کی خدمت میں تھا مصروف وہ صبح و مساء
راہِ مولا میں ملا اس کو شہادت کا مقام
جنتوں میں جا بسا اور پائی مولا کی رضا
پوار خطبہ پیارے آقا نے کیا طالع کے نام
پیارے طالع کا ذکرِ خیر آقا نے کیا
اے خدا! تو پیدا کر دے طالع جیسے نوجواں
میرے آقا کی خدایا! سن لے یہ بھی التجا
طالع کی یکدم جدائی سے سبھی غمگین ہیں
صبر دے اس کے پیاروں کو مرے پیارے خدا!
پیارے طالع پر سدا رب کی ہوں نازل رحمتیں
ہر قدم پر پائے جنت میں سدا وہ برکتیں

دربار خلافت



چھٹی شرط بیعت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر چھٹی شرط یہ ہے۔ ”یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہو او ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بگلی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 159 اشتہار ”تعمیل تبلیغ“، اشتہار نمبر 51)

اس ضمن میں پہلے میں ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ حضرت عمرو بن عوف بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری سنتوں میں سے کسی سنت کو اس طور پر زندہ کرے گا۔ (یہ قال الرسول کی بات ہو رہی ہے) ”کہ لوگ اُس پر عمل کرنے لگیں تو سنت کے زندہ کرنے والے شخص کو بھی عمل کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور اُن کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس شخص نے کوئی بدعت ایجاد کی اور لوگوں نے اُسے اپنالیا تو اُس شخص کو بھی اُن پر عمل کرنے والوں کے گناہوں سے حصہ ملے گا اور ان بدعتی لوگوں کے گناہوں میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔“

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب المقدمہ باب من احیا سنتہ قد ایتت حدیث: 209)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: 32)۔ خدا کے محبوب بننے کے واسطے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی ایک راہ ہے اور کوئی دوسری راہ نہیں کہ تم کو خدا سے ملادے۔ انسان کا مدعا صرف اس ایک واحد لا شریک خدا کی تلاش ہونا چاہیے۔ شرک اور بدعت سے اجتناب کرنا چاہئے۔ رسوم کا تابع اور ہو او ہو اس کا مطیع نہ بننا چاہیے۔ دیکھو میں پھر کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی راہ کے سوا اور کسی طرح انسان کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے اور صرف ایک ہی قرآن شریف اُس رسول پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پاسکتے ہیں۔ آج کل فقراء کے نکالے ہوئے طریقے اور گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی سیفیاں اور دعائیں اور درود اور وظائف یہ سب انسان کو مستقیم راہ سے بھٹکانے کا آلہ ہیں۔ سو تم ان سے پرہیز کرو۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی مہر کو توڑنا چاہا گویا اپنی الگ ایک شریعت بنالی ہے۔ تم یاد رکھو کہ قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی پیروی اور نماز روزہ وغیرہ جو مسنون طریقے ہیں ان کے سوا خدا کے فضل اور برکات کے دروازے کھولنے کی اور کوئی کنجی ہے ہی نہیں۔ بھولا ہوا ہے وہ جو ان راہوں کو چھوڑ کر کوئی نئی راہ نکالتا ہے۔ ناکام مرے گا وہ جو اللہ اور اس کے رسول کے فرمودہ کا تابعدار نہیں بلکہ اور اور راہوں سے اسے تلاش کرتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 102-103۔ ایڈیشن 2003ء)

(خطبہ جمعہ 23 مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10 ستمبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ پو کے

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں دمشق کی فتح کے بعد پیش آمدہ واقعات، فتح نخل، فتح بیسان و طبریہ، فتح حمص، مرج الروم کے واقعہ، لازقہ کی فتح، فتح قنسرین اور فتح قیسار کا تذکرہ

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

☆... چار مرحومین مکرمہ خدیجہ صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی کے محمد علوی صاحب سابق مبلغ کیرالہ، مکرم ملک سلطان رشید خان صاحب آف کوٹ فتح خان سابق امیر ضلع اٹک، مکرم عبدالقیوم صاحب انڈونیشیا اور مکرم داؤدہ رزاقی یونس صاحب سینن کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

کے لشکر کے ساتھ محاصرہ کیا لیکن وہ 18 ہجری میں اپنی بیماری پر امیر معاویہ کو قائم مقام بنا کر دمشق چلے گئے جہاں ان کی وفات ہوئی۔ حضرت امیر معاویہ نے محاصرہ جاری رکھا۔ اسی معرکے میں ایک روز بدری صحابی حضرت عبادہ بن صامتؓ نے مسلمانوں سے درد بھرا خطاب کیا اور کہا کہ اے مسلمانو! تم حملہ کر کے رومیوں کو اس لیے ہٹانے کیلئے کیونکہ یا تو تم میں کوئی خائن ہے یا مخلص نہیں پھر آپ نے صدق دل سے شہادت کی تلقین فرمائی۔ بالآخر ایک روز رومی مقابلے کے لیے نکلے اور عبرت ناک شکست کھائی چنانچہ اس روز اسی ہزار سے لے کر ایک لاکھ تک رومی سپاہی مارے گئے۔

حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت کا تذکرہ آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضور انور نے درج ذیل مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

1. مکرمہ خدیجہ صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی کے محمد علوی صاحب سابق مبلغ کیرالہ جو اسی برس کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بڑی صابرہ، شاکرہ صوم و صلوة کی پابند، دین دار، غریب پرور، مہمان نواز اور قناعت شعار خاتون تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔

2. مکرم ملک سلطان رشید خان صاحب آف کوٹ فتح خان سابق امیر ضلع اٹک جو 22 اور 23 اگست کی درمیانی شب وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم خلافت کے وفادار، تبلیغ کا شوق رکھنے والے، عبادت گزار، دعاگو، عاجزی اختیار کرنے والے، متوکل، غریبوں اور ناداروں کی مدد کرنے والے اور نہایت حکیمانہ انداز میں بات کرنے والے انسان تھے۔

3. مکرم عبدالقیوم صاحب انڈونیشیا جو 25 اگست کو 82 برس کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم پہلے غیر ہندوستانی و پاکستانی مبلغ مولانا عبدالواحد صاحب سٹاٹری کے بیٹے تھے۔ موصوف نے اپنے ملک کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔ مرحوم مریبان و واقفین کا بہت احترام کیا کرتے، ماتحتوں سے حسن سلوک کرتے۔ آپ میں مہربانی اور سخاوت بھی بہت اعلیٰ درجے کی تھی۔ مرحوم خلافت سے گہرا تعلق رکھنے والے، عاجزی میں بڑھے ہوئے، مالی قربانی میں پیش پیش نہایت مخلص بزرگ تھے۔

4. مکرم داؤدہ رزاقی یونس صاحب سینن جو 27 اگست کو 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم سینن کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے اور ان کا شمار پڑھے لکھے احمدیوں میں ہوتا تھا۔ بچپن اور پانی کے ڈائریکٹر کے عہدے سے ریٹائرڈ تھے۔ نہایت بارعب، باوقار، نمازوں کے پابند، تہجد گزار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے کرام سے بے پناہ محبت تھی۔ سارا سارا دن انسانی خدمت میں مصروف رہتے۔

حضور انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

☆...☆...☆

پھیل چکی تھیں۔ چنانچہ جب لوگوں کو شرجیل اور ان کے ساتھیوں کی بیسان کی جانب پیش قدمی کا علم ہوا تو وہ قلعہ بند ہو گئے۔ چند روزہ محاصرے اور معمولی جھڑپ کے بعد اہل بیسان کے ساتھ مصالحت ہو گئی۔ اسی طرح اہل طبریہ نے بھی صلح کی پیش کش کی جسے منظور کر لیا گیا۔

فتح حمص 14 ہجری: جب حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے حمص کا محاصرہ کیا تو یہ سخت سردی کے دن تھے اور مسلمان فوجیوں کے پاس سردی سے مقابلے کا کچھ سامان نہ تھا چنانچہ رومیوں کو یقین تھا کہ مسلمان زیادہ دیر کھلے میدان میں لڑ نہیں سکیں گے۔ ہرقل نے حمص والوں کی مدد کے لیے ایک لشکر بھجوایا لیکن عراق میں برسر پیکار حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اس لشکر کو وہیں روک لیا۔ ہرقل اہل حمص سے مدد کا وعدہ کر کے رُہاء چلا گیا اور حمص والے مسلمانوں کی ثابت قدمی دیکھ کر صلح پر آمادہ ہو گئے چنانچہ خراج اور جزیے پر صلح ہو گئی۔

مرج الروم کا واقعہ اسی سال پیش آیا۔ حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت خالدؓ کے ذوالکلاع مقام پر پڑاؤ کی اطلاع ہرقل کو پہنچی تو اس نے تو ذرا کو مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ جب یہ مرج الروم پہنچے تو شمس رومی بھی ادھر آ گیا۔ ایک رات جب تو ذرا اپنی جگہ خالی کر کے وہاں سے روانہ ہوا تو حضرت خالدؓ نے اس کا پیچھا کیا۔ دوسری جانب یزید بن ابوسفیان کو تو ذرا کی حرکت کی خبر ملی تو انہوں نے سامنے سے اسے روک لیا۔ اس طرح دونوں اطراف سے مسلمانوں نے تو ذرا کے لشکر کو آلیا اور کشتوں کے پستے لگا ڈالے۔ ادھر مرج الروم میں ابو عبیدہؓ نے شمس کا مقابلہ کیا اور فتح پائی۔

اس کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ نے حماة، شیزر اور سلمیہ میں کامیابی حاصل کی اور پھر شام کے ساحلی شہر لازقہ کا رخ کیا۔

لازقہ کی فتح 14 ہجری میں ہوئی۔ یہاں جنگی حکمت عملی کے تحت حضرت ابو عبیدہؓ نے غار نما گڑھے کھدوائے اور صبح ہوتے ہی محاصرہ اٹھالیا۔ شہر والوں نے محاصرہ ختم ہوتا دیکھ کر دروازے کھول دیے۔ ادھر حضرت ابو عبیدہؓ راتوں رات اپنی فوج سمیت واپس آئے اور ان گڑھوں میں چھپ گئے۔ صبح جب شہر کے دروازے کھلے تو مسلمانوں نے حملہ کر دیا اور شہر فتح ہو گیا۔

فتح قنسرین 15 ہجری: حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت خالدؓ کو قنسرین روانہ کیا۔ راستے میں حاضر مقام پر رومیوں نے میناس کی زیر قیادت مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ اہل علاقہ نے حضرت خالدؓ سے درخواست کی کہ انہیں زبردستی جنگ میں شامل کیا گیا تھا لہذا ان سے درگزر کیا جائے۔ خالد نے ان کا عذر قبول کیا لیکن کچھ رومی یہاں سے بھاگ کر قنسرین میں قلعہ بند ہو گئے۔ جہاں کوئی راہ نجات نہ پا کر چند روز بعد انہوں نے صلح کی پیش کش کی لیکن حضرت خالدؓ نے انہیں حکم عدویٰ کی سزا دینے کا فیصلہ کیا۔ اہل قنسرین مال و متاع اور اہل و عیال چھوڑ کر انطاکیہ بھاگ گئے۔ جب حضرت ابو عبیدہؓ وہاں پہنچے تو انہوں نے حضرت خالدؓ کے فیصلے کو انصاف پر مبنی قرار دیا تاہم شفقت سے کام لیتے ہوئے اہل شہر کو امان دے دی جس پر انطاکیہ فرار ہو جانے والے افراد بھی جزیے کی ادائیگی پر واپس آ گئے۔

فتح قیساریہ 15 ہجری میں ہوئی۔ الفاروق میں لکھا ہے کہ قیساریہ پر 13 ہجری میں عمرو بن عاص نے چڑھائی کی۔ حضرت ابو عبیدہؓ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے یزید بن ابوسفیان کو چڑھائی کا حکم دیا جنہوں نے 17 ہزار

امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 10 ستمبر 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت فیروز عالم صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعویذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت اور اس میں ہونے والی جنگوں کا ذکر چل رہا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے دورِ خلافت میں دمشق کا محاصرہ کئی ماہ تک جاری رہا اور حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ چونکہ یہ حضرت ابو بکرؓ کا دور ہے، اس لیے اس کی تفصیلات ان شاء اللہ آپ کے ذکر میں پیش کی جائیں گی۔ فی الوقت دمشق کی فتح کے بعد پیش آمدہ واقعات بیان کرتا ہوں۔

دمشق فتح ہو جانے کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو بقاء کی ہم پر روانہ کیا، جہاں فتح کے بعد حضرت خالدؓ نے مینسون نامی چشمے کی طرف ایک سر یہ آگے بھیجا۔ رومیوں کے ایک دستے نے مسلمانوں کے عقب سے حملہ کیا جس کی وجہ سے بہت سے مسلمان شہید ہو گئے۔ ان شہداء کی نسبت سے اس چشمے کا نام عین الشہداء پڑ گیا۔

حضرت ابو عبیدہؓ نے دمشق پر یزید بن ابوسفیان کو اپنا قائم مقام بنایا جنہوں نے جید بن خلیفہ کو تدمر اور ابوزہر قشیری کو شنیہ و حوران روانہ کیا؛ جہاں کے لوگوں نے صلح کر لی۔ شرجیل بن حسنہ نے مسلط کردہ جنگ کے باعث اردن کے دار الحکومت طبریہ کے علاوہ تمام ملک پر قبضہ کر لیا۔ حضرت خالدؓ بقیاع کے علاقے سے کامیاب ہو کر لوٹے۔

فتح نخل 14 ہجری میں ہوئی۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھا تھا کہ ہرقل حمص میں مقیم ہو کر دمشق فوجیں روانہ کر رہا ہے، جس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ دمشق شام کا قلعہ اور صدر مقام ہے، پہلے اسے فتح کرو اور ساتھ ہی نخل میں بھی سوار دستے بھیج دو۔ رومی افواج نے مسلمانوں کی پیش قدمی دیکھی تو اپنے گرد و پیش کی زمین میں پانی چھوڑ دیا جس سے تمام راستے بند ہو گئے اور ہرقل کی امدادی افواج بھی دمشق نہ پہنچ سکیں۔ دوسری جانب مسلمان ان حالات میں بھی ثابت قدم رہے جسے دیکھ کر عیسائی صلح پر آمادہ ہو گئے۔ تاہم رومیوں کی ہٹ دھرمی اور غرور کے سبب حضرت معاذ بن جبلؓ کی سفارت اور حضرت ابو عبیدہؓ سے براہ راست مذاکرات دونوں ہی بے نتیجہ رہے اور جنگ ٹل نہ سکی۔ تاریخ میں رومی لشکر کی تعداد پچاس ہزار سے ایک لاکھ تک بیان کی گئی ہے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو مسلمانوں کی ثابت قدمی دیکھ کر رومی سپہ سالار نے واپس جانا چاہا لیکن حضرت خالدؓ کی لکار پر مسلمانوں نے ایسا حملہ کیا کہ رومی پسپا ہو گئے۔ عیسائی مدد کی امید پر لڑائی کو ٹال رہے تھے لیکن حضرت خالدؓ کے مشورے پر حضرت ابو عبیدہؓ نے اگلے روز جنگ جاری رکھی۔ چنانچہ اگلے روز ایک گھنٹے کی شدید جنگ ہوئی اور پھر رومیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت عمرؓ کے حکم پر مقامی لوگوں کی جان، مال، زمین، مکانات اور عبادت گاہیں سب ان کے پاس رہیں اور مسلمانوں نے محض مساجد کے لیے جگہ لی۔

فتح بیسان و طبریہ: اردن کے علاقوں میں رومیوں کی شکست کی خبریں

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 20/ اگست 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفور ڈیو کے

اے امیر المؤمنین!..... آپ جو چاہیں کیجیے اور جو آپ کی اپنی رائے ہے اس پر عمل کیجیے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ ہمیں حکم دیں، ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ ہمیں بلائیں، ہم آپ کی آواز پر لبیک کہیں گے۔ ہمیں بھیجیں، ہم روانہ ہو جائیں گے۔ آپ ہمیں ساتھ لے جانا چاہیں، ہم آپ کے ساتھ ہوں گے

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

جنگِ جُندی سا بُور، فتح الفتوح جنگِ نہاوند اور جنگِ اصفہان کے حالات و واقعات کا تفصیلی بیان

تین مرحومین مکرم محمد دیانتو نوصاحب مبلغ سلسلہ انڈونیشیا، مکرم صاحبزادہ فرحان لطیف صاحب آف شکاگو امریکہ اور مکرم ملک مبشر احمد صاحب لاہور (سابق امیر جماعت داؤد خیل میانوالی) کا ذکر خیر اور نمازِ جنازہ غائب

حضرت مصلح موعودؑ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک دشمن فوج گھر گئی اور اس نے سمجھ لیا کہ اب ہماری نجات نہیں ہے۔ پہلے جو واقعہ بیان ہوا ہے یہ اسی کی تفصیل ہے۔ انہوں نے اپنے الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ اسلامی کمانڈر دباؤ سے ہمارا قلعہ فتح کر رہا ہے۔ اگر اس نے فتح کر لیا تو ہم سے مفتوح ملک والا معاملہ کیا جائے گا۔ ہر مسلمان مفتوح ہونے اور صلح کرنے میں فرق سمجھتا تھا۔ مفتوح کے لیے تو عام اسلامی قانون جاری ہوتا تھا اور صلح میں جو بھی وہ لوگ (دوسرا فریق) شرط کر لیں یا جتنے زائد حقوق لے لیں، لے سکتے تھے۔ انہوں نے سوچا کہ کوئی ایسا طریق اختیار کرنا چاہیے جس سے نرم شرائط پر صلح ہو جائے۔ چنانچہ ایک دن ایک حبشی مسلمان پانی بھر رہا تھا اس کے پاس جا کر انہوں نے کہا۔ کیوں بھی! اگر صلح ہو جائے تو وہ لڑائی سے اچھی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا کہ ہاں اچھی ہے۔ وہ حبشی غیر تعلیم یافتہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ پھر کیوں نہ اس شرط پر صلح ہو جائے کہ ہم اپنے ملک میں آزادی سے رہیں اور ہمیں کچھ نہ کہا جائے۔ ہمارے مال ہمارے پاس رہیں اور تمہارے مال تمہارے پاس رہیں۔ وہ کہنے لگا بالکل ٹھیک ہے۔ انہوں نے قلعہ کے دروازے کھول دیے۔ اب اسلامی لشکر آیا تو دشمن نے کہا ہمارا تو تم سے معاہدہ ہو گیا ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ معاہدہ کہاں ہوا ہے اور کس افسر نے کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے۔ ہمیں کیا پتہ کہ تمہارے کون افسر ہیں اور کون نہیں۔ ایک آدمی یہاں پانی بھر رہا تھا اس سے ہم نے یہ بات کی اور اس نے ہمیں یہ کہہ دیا۔ مسلمانوں نے کہا دیکھو ایک غلام نکلا تھا اس سے پوچھو کیا ہوا؟ اس حبشی غلام سے کہا تو اس نے بتایا کہ ہاں مجھ سے یہ بات ہوئی تھی۔ تو مسلمانوں نے کہا کہ وہ تو غلام تھا۔ اسے کس نے فیصلہ کرنے کا اختیار دیا تھا۔ اس پر دشمنوں نے کہا کہ ہمیں کیا پتہ کہ یہ تمہارا افسر ہے یا نہیں۔ ہم اجنبی لوگ ہیں ہم نے سمجھا کہ یہی تمہارا اجر نیل ہے، ہوشیاری دکھائی۔ اس افسر نے کہا کہ میں تو نہیں مان سکتا لیکن میں یہ واقعہ حضرت عمرؓ کو لکھتا ہوں۔ حضرت عمرؓ کو جب یہ خط ملا تو آپ نے فرمایا کہ آئندہ کے لیے یہ اعلان کر دو کہ کمانڈر انچیف کے بغیر کوئی معاہدہ نہیں کر سکتا لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک مسلمان زبان دے بیٹھے تو میں اس کو جھوٹا کر دوں۔ اب وہ حبشی جو معاہدہ کر چکا ہے وہ تمہیں ماننا پڑے گا۔ ہاں آئندہ کے لیے اعلان کر دو کہ سوائے کمانڈر انچیف کے اور کوئی کسی قوم سے معاہدہ نہیں کر سکتا۔

(ماخوذ از سیر روحانی، (7)۔ انوار العلوم جلد 24 صفحہ 293-294)

حضرت عمرؓ نے جو ایران کو فتح کیا ہے تو اس کی کیا وجوہات تھیں، آپ کیوں مجبور ہوئے۔ ان کا بیان اس طرح ہوا ہے کہ حضرت عمرؓ کی قلبی خواہش تھی کہ اگر عراق اور اہواز کے معرکوں پر ہی اس خونریز جنگ کا خاتمہ ہو جائے تو بہتر ہے۔ جنگیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ دشمن حملہ کر رہا ہے۔ دشمن کو ایک دفعہ ختم کر دیا، ان کی طاقت کو روک دیا اب یہیں ختم ہو جانا چاہیے۔ آپ نے بار بار اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ کاش ہمارے اور ایرانیوں کے درمیان کوئی ایسی روک ہو کہ نہ وہ ہماری طرف آسکیں نہ ہم ان کے پاس جا سکیں مگر ایرانی حکومت کی مسلسل جنگی کارروائیوں نے آپ کی یہ خواہش پوری نہ ہونے دی۔ سترہ ہجری میں محاذِ جنگ سے مسلمان سرداران لشکر کا ایک وفد حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عمرؓ نے اس وفد کے سامنے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ② الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ③ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ④ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ⑤

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ⑥ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ⑦ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ⑧

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کا ذکر ہو رہا ہے۔ اُس وقت جو مختلف جنگیں لڑی گئیں ان کا ذکر چل رہا تھا۔ ان میں سے ایک جنگِ جُندی سا بُور ہے۔ جب حضرت ابو بکر بن رُحم ساسانی بستیوں کی فتح سے فارغ ہوئے تو آپ لشکر کے ساتھ آگے بڑھے اور جُندی سا بُور میں پڑاؤ کیا۔ جندی سا بُور خوزستان کا ایک شہر تھا۔ بہر حال ان دشمنوں کے ساتھ صبح شام جنگی معرکے ہوتے رہے لیکن یہ اپنی جگہ ڈٹے رہے یہاں تک کہ مسلمانوں کی طرف سے کسی نے امان دینے کی پیشکش کر دی۔ دشمن فصیل میں تھا۔ جب موقع ملتا تھا نکل کے حملہ کرتا تھا۔ تو جب ایک عام مسلمان نے پیشکش کی تو انہوں نے فوراً فصیل کے دروازے کھول دیے۔ جانور باہر نکل پڑے، بازار کھل گئے اور لوگ ادھر ادھر نظر آنے لگے۔ مسلمانوں نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ لوگوں نے ہمیں امان دے دی ہے اور ہم نے اسے قبول کر لیا ہے۔ ہم جزیہ دیں گے اور آپ ہماری حفاظت کریں گے۔ مسلمانوں نے کہا ہم نے تو ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم جھوٹ نہیں کہہ رہے۔ پھر مسلمانوں نے آپس میں ایک دوسرے سے استفسار کیا تو معلوم ہوا کہ کُنُف نامی ایک غلام نے یہ کیا ہے۔ جب اس کے متعلق حضرت عمرؓ سے استفسار کیا گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وفاداری کو بڑی اہمیت دی ہے۔ تم وفادار نہیں ہو سکتے جب تک اس عہد کو پورا نہ کرو جو عہد کر لیا۔ چاہے غلام نے کیا اس کو پورا کرو۔ جب تک تم شک میں ہو انہیں مہلت دو اور ان کے ساتھ وفاداری کرو۔ چنانچہ مسلمانوں نے عہد و پیمان کی تصدیق کی اور واپس لوٹ آئے۔

(ماخوذ از سیرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب از الصلابی صفحہ 425 دار المعرفہ بیروت 2007ء)

(ماخوذ از سیدنا عمر بن خطاب، شخصیت کارنامے صفحہ 689 مکتبہ الفرقان خان گڑھ پاکستان)

(معجم البلدان جلد 2 صفحہ 198)

یہ معرکہ خوزستان کی فتوحات کا خاتمہ تھا۔

(مقالہ 'تاریخ اسلام بعهد حضرت عمر رضی اللہ عنہ' از مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر، صفحہ 135)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس طرح کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ ”حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک حبشی غلام نے ایک قوم سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ فلاں فلاں رعایتیں تمہیں دی جائیں گی۔ جب اسلامی فوج گئی تو اس قوم نے کہا ہم سے تو یہ معاہدہ ہے۔ فوج کے افسر اعلیٰ نے اس معاہدہ کو تسلیم کرنے میں لیت و لعل کی تو بات حضرت عمرؓ کے پاس گئی۔ انہوں نے فرمایا مسلمان کی بات جھوٹی نہ ہونی چاہئے خواہ غلام ہی کی ہو۔“

(بعض ضروری امور، انوار العلوم جلد 12 صفحہ 405)

نہاوند مکمل طور پر پہاڑوں کے درمیان ایک شہر تھا۔

(سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی صفحہ 426 دار المعرفہ بیروت 2007ء)

حضرت سعدؓ نے اس لشکر کی اطلاع حضرت عمرؓ کی خدمت میں مدینہ ارسال کر دی۔

(تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

چند روز بعد جب خود حضرت سعدؓ کو حضرت عمرؓ نے ان کے عہدے سے سبکدوش کر دیا اور حضرت سعدؓ کو مدینہ جانے کا موقع ملا تو حضرت سعدؓ نے پھر یہ زبانی اطلاعات حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کر دیں۔

(تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

حضرت سعدؓ کو معزول کر کے یہ اہم عہدہ دربار خلافت کی طرف سے حضرت عتّار بن یاسرؓ کو دیا گیا۔ حضرت عمارؓ کو اس ایرانی جنگی کارروائی کے سلسلہ میں جو اطلاعات ملتی رہیں وہ آپؓ مدینہ بھجواتے رہے۔

(اخبار الطوال، وقعة القادسیہ، صفحہ ۱۹۲، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۱ء)

(فتوح البلدان صفحہ ۱۰۰، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۰ء)

(مقالہ 'تاریخ اسلام بعهد حضرت عمر رضی اللہ عنہ' از مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر، صفحہ 140)

حضرت عمرؓ نے مجلس مشاورت منعقد کی اور منبر پر کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس میں فرمایا: اے قوم عرب! اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ تمہاری تائید کی اور افتراق کے بعد تمہیں متحد کر دیا اور فاقہ کشی کے بعد تمہیں غنی کر دیا۔ اور جس میدان میں بھی تمہیں دشمن سے مقابلہ کرنا پڑا اس نے تمہیں فتح دی۔ پس تم نہ کبھی ماندہ ہوئے نہ مغلوب۔ اور اب شیطان نے کچھ لشکر جمع کیے ہیں تاکہ خدا کے نور کو بجھائے اور یہ عتّار بن یاسر کا خط ہے کہ قیس، طبرستان، دُنباوند، جرجان، اصفہان، قُم، ہمدان، ماہین اور ناسبذان کے باشندے اپنے بادشاہ کے گرد جمع ہو رہے ہیں تاکہ تمہارے بھائیوں کے مقابلے کے لیے جو کوفہ اور بصرہ میں ہیں نکلیں اور ان کو اپنے وطن سے نکال کر خود تمہارے ملک پر حملہ آور ہوں۔ اے لوگو! اس بارے میں مجھے اپنا مشورہ دو۔

(اخبار الطوال صفحہ ۱۹۲، وقعة نہاوند، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۱ء)

یہ معاملہ اہم ہے۔ میں نہیں پاتا کہ آپ لوگ زیادہ باتیں کریں اور آپس میں اختلاف رائے رکھیں۔ میں پاتا ہوں کہ آپ مختصراً مجھے مشورہ دیں کہ کیا یہ مناسب ہو گا کہ میں خود اس وقت ایران کو روانہ ہوں اور بصرہ و کوفہ کے درمیان کسی مناسب مقام پر قیام کر کے اپنے لشکر کا مددگار ہوں اور اگر خدا کے فضل سے اس معرکہ میں فتح ہو جائے تو اپنے لشکر کو دشمن کے علاقے میں مزید پیش قدمی کے لیے روانہ کروں۔

(تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

حضرت عمرؓ کی تقریر کے بعد حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کھڑے ہوئے اور تشہد کے بعد بولے کہ اے امیر المومنین! امور مملکت نے آپ کو دانشمند بنا دیا ہے اور تجارب نے آپ کو ہوشیار بنا دیا ہے۔ آپ جو چاہیں کیجیے اور جو آپ کی اپنی رائے ہے اس پر عمل کیجیے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ ہمیں حکم دیں، ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ ہمیں بلائیں، ہم آپ کی آواز پر لبیک کہیں گے۔ ہمیں بھیجیں، ہم روانہ ہو جائیں گے۔ آپ ہمیں ساتھ لے جانا چاہیں، ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ آپ خود ہی اس امر کا فیصلہ کیجیے کیونکہ آپ باخبر اور تجربہ کار ہیں۔ طلحہ یہ کہہ کر بیٹھ گئے مگر حضرت عمرؓ مشورہ لینا چاہتے تھے۔ آپ نے فرمایا: لوگو کچھ کہو کیونکہ آج کا موقع ایسا ہے جس کے نتائج دیر پا ہیں۔ اس پر حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے امیر المومنین! میری رائے یہ ہے کہ آپ شام اور یمن میں یہ احکامات بھیج دیں کہ وہاں کی اسلامی افواج ایران کی طرف روانہ ہوں۔ (تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۳-۵۲۴، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء) اسی طرح بصرہ کی افواج کو احکام بھیج دیں کہ وہاں سے بھی فوجیں روانہ ہو جائیں اور آپ خود یہاں سے حجاز کی افواج کو لے کر کوفہ کی طرف روانہ ہوں۔ (اخبار الطوال، وقعة نہاوند، صفحہ ۱۹۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۱ء) اس صورت میں وہ جو دشمن کی کثرت تعداد کے خطرے کا احساس آپ کو ہے وہ دور ہو جائے گا۔ یہ موقع واقعی ایسا ہے جس کے نتائج دیر پا ہوں گے۔ اس لیے آپ کی اس میں خود اپنی رائے اور اپنے رفقاء کے کار کے ساتھ موجودگی ضروری ہے۔

(تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۴، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

یہ سوال رکھا کہ مفتوحہ علاقوں میں کیوں بار بار عہد شکنی اور بغاوت ہو جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس شبہ کا اظہار کیا کہ مسلمان مفتوحہ علاقوں کے باشندوں کے لیے تکلیف کا باعث بنتے ہوں گے تبھی عہد شکنی ہو رہی ہے۔ وفد نے اس امر کی تردید کی۔ انہوں نے کہا نہیں اس طرح نہیں ہے اور بتایا کہ ہمارے علم میں تو مسلمان پوری وفاداری اور حسن انتظام سے کام لیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا تو پھر اس گڑبڑ کی کیا وجہ ہے؟ باقی ارکان وفد تو اس کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے مگر اُحْتَف بن قیس بولے کہ امیر المومنین! میں آپ کو اصل صورت حال سے مطلع کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ آپ نے ہمیں مزید فوجی اقدام کی ممانعت کر دی ہے کہ مزید جنگ نہیں کرنی اور اس علاقے پر رُکے رہنے کی ہدایت کی ہے جو اب تک فتح ہو چکا ہے مگر ایران کا بادشاہ ابھی زندہ موجود ہے اور جب تک وہ موجود ہے ایرانی ہم سے مقابلہ جاری رکھیں گے اور یہ کبھی ممکن نہیں کہ ایک ملک میں دو حکومتیں ہو سکیں۔ بہر صورت ایک دوسری کو نکال کر رہے گی۔ یا ایرانی رہیں گے یا ہم رہیں گے۔ اس نے کہا کہ آپ کو علم ہے کہ ہم نے کسی علاقے کو بھی خود نہیں لیا بلکہ دشمن کے حملہ آور ہونے کے باعث فتح کیا ہے۔ ہم نے تو خود کبھی جنگ کی نہیں اور یہی آپ کا حکم تھا۔ دشمن حملہ کرتا تھا تو مجبوراً جنگ کرنا پڑتی تھی اور پھر علاقے فتح بھی ہو جاتے تھے۔ بہر حال اس میں مسلمانوں میں سے بھی ان لوگوں کے لیے یہ واضح ہو گیا جو جنگوں کو بلا وجہ کرنے کے جواز پیش کرتے ہیں اور اسلام پر اعتراض کرنے والوں کا جواب بھی اس میں آ گیا ہے کہ مسلمان کبھی زمینیں حاصل کرنے کے لیے، ملک فتح کرنے کے لیے جنگیں نہیں کرتے تھے۔ ان پہ حملے ہوئے تو امن قائم کرنے کے لیے جنگیں کرتے تھے اور پھر فتوحات بھی ہوتی تھیں۔ بہر حال انہوں نے کہا کہ یہ فوجیں ان کے بادشاہ کی طرف سے آتی ہیں اور ان کا یہ رویہ آئندہ بھی اس وقت تک جاری رہے گا جب تک آپ ہمیں اس امر کی اجازت نہ دیں کہ ہم آگے فوج کشی کے اقدام کریں اور بادشاہ کو فارس سے نکال دیں۔ اس صورت میں اہل فارس کی دوبارہ فتح کی امید منقطع ہو سکتی ہے۔

(مقالہ 'تاریخ اسلام بعهد حضرت عمر رضی اللہ عنہ' از مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر، صفحہ 136-138)

(تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۰۲-۵۰۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

اور بات بھی یہی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس رائے کو صائب قرار دیتے ہوئے یہ سمجھ لیا کہ اب ایران میں مزید پیش قدمی کیے بغیر چارہ نہیں ہے۔ مجبوری ہے اس کے بغیر امن قائم نہیں ہو سکتا اور مسلمانوں کا خون ہوتا رہے گا، جنگیں ہوتی رہیں گی مگر اس کا عملی فیصلہ پھر بھی حضرت عمرؓ نے ڈیڑھ دو سال کے بعد 21 ہجری میں نہاوند کے معرکہ کے بعد کیا جبکہ ایرانی زبردست طاقت کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لیے نکلے تھے اور نہاوند کے مقام پر ایک زبردست جنگ ہوئی تھی۔

(مقالہ 'تاریخ اسلام بعهد حضرت عمر رضی اللہ عنہ' از مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر، صفحہ 138-139)

جنگ نہاوند کو فتح الفتوح بھی کہتے ہیں۔ ایران اور عراق میں مسلمانوں کی جنگی مہم میں تین معرکوں کو فیصلہ کن حیثیت حاصل ہے۔ یعنی قادسیہ کا معرکہ، جلولاء کا معرکہ اور نہاوند کا معرکہ۔ اور نہاوند کی فتح اپنے نتائج کے لحاظ سے اس قدر اہم تھی کہ مسلمانوں میں فتح الفتوح کے نام سے معروف ہو گئی تھی یعنی تمام فتوحات سے بڑھ کر فتح۔

نہاوند کی یہ جنگ پہلی دوزبردست شکستوں کے بعد ایرانیوں کی طرف سے ایسے حملے کی آخری کوشش تھی۔ اس معرکہ کی تفصیل یہ ہیں کہ شاہ ایران بَرْد بَرْد نے جو اب مرو میں مقیم تھا یا بروایت ابوحنیفہ دینوری قُم میں رہائش پذیر تھا بڑی سرگرمی سے مسلمانوں کے مقابلے کے لیے لشکر جمع کرنا شروع کیا اور اپنے خطوط سے خراسان سے لے کر سندھ تک ملک میں ایک حرکت پیدا کر دی اور ہر طرف سے ایرانی فوج اٹھ کر نہاوند میں جمع ہونے لگی۔

(فتوح البلدان صفحہ ۱۸۴، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۰ء) (تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۱، دارالکتب العلمیۃ

بیروت ۲۰۱۲ء) (اخبار الطوال، وقعة نہاوند، صفحہ ۱۹۲، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۱ء) (مقالہ 'تاریخ اسلام بعهد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ' از مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر، صفحہ ۱۳۹)

نہاوند ایران کا ایک شہر ہے جو کرمان شاہ کے مشرق میں واقع ہے اور صوبہ ہمدان کے دار الحکومت ہمدان سے تقریباً ستر کلومیٹر جنوب میں واقع ہے۔

(ائٹس فتوحات اسلامیہ جلد 2 صفحہ 118 مکتبہ دار السلام ریاض 1428ھ)

ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت نعمانؓ مسجد میں نماز ادا کر رہے تھے کہ حضرت عمرؓ تشریف لائے اور انہیں دیکھ کر ان کے پاس جا بیٹھے۔ نعمان نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے انہیں فرمایا کہ میں تمہیں ایک عہدے پر مامور کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت نعمان بولے اگر کوئی فوجی عہدہ ہے تو میں حاضر ہوں لیکن اگر ٹیکس جمع کرنے کا کام ہے تو وہ مجھے پسند نہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ نہیں فوجی عہدہ ہے۔

(فتوح البلدان صفحہ ۱۸۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۰ء)

لیکن جو بات حقائق سے زیادہ قریب لگتی ہے وہ طبری کی یہ روایت ہے۔ نہاؤند کے محاذ پر حضرت نعمان بن مقرنؓ کو مقرر کرنے کے بارے میں جو طبری میں لکھا ہے جیسا کہ میں نے کہا وہ یہ ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ نہاؤند کے واقعات میں یہ بھی مذکور ہے کہ نعمان بن مقرنؓ کسکگر پر عامل مقرر تھے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا کہ سعد بن ابی وقاصؓ نے مجھے خراج کی وصولی پر لگایا ہوا ہے جبکہ مجھے جہاد پسند ہے اور اس کی خواہش و رغبت ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے سعد بن ابی وقاصؓ کو لکھا کہ نعمانؓ نے مجھے لکھا ہے کہ آپ نے اسے خراج کی وصولی پر لگایا ہوا ہے جبکہ اسے یہ کام ناپسند اور جہاد میں رغبت ہے۔ اس لیے انہیں نہاؤند میں اہم ترین محاذ پر بھیج دیں۔ الغرض یہ اہم کمان حضرت نعمان بن مقرنؓ کے سپرد ہوئی اور وہ دشمن کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے جب وہ غالباً کوفہ میں تھے انہیں یہ خط لکھا۔ یہ خط بھی اس بات کی تائید کرتا ہے کہ وہ مدینہ میں نہیں تھے بلکہ کوفہ میں تھے تو اس وقت یہ خط لکھا اور خط اس طرح شروع کیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نعمان بن مقرنؓ کے نام۔ سَلَامٌ عَلَیْكَ۔ پھر تحریر فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اَمَّا بَعْدُ فَجَعَلْتُ اِطْلَاعَ لِي بِهٖ كِهٖ اِیْرَانِیُّوْنَ كَا اِیْكَ زَبْرَدَسْتِ لَشْكْرِ شَهْرِ نَهَاؤَنْدِ مِیْنِ تَمَّارِیْ مِیْنِ مَقَابِلِیْ كِهٖ لِيْ جَمْعُ هُوَا هِیْ۔ میرا یہ خط جب تمہیں ملے تو خدا تعالیٰ کے حکم اور اس کی تائید و نصرت کے ساتھ اپنے ساتھی مسلمانوں کو لے کر روانہ ہو جاؤ مگر انہیں ایسے خشک علاقے میں نہ لے جانا جہاں چلنا مشکل ہو۔ ان کے حقوق ادا کرنے میں کمی نہ کرنا مبادا وہ ناشکر گزار بنیں اور نہ ہی کسی دلدل کے علاقے میں لے جانا کیونکہ ایک مسلمان مجھے ایک لاکھ دینار سے زیادہ محبوب ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ اس حکم کی تعمیل میں حضرت نعمانؓ دشمن کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ کی معیت میں بعض ممتاز اور بہادر مسلمان مثلاً حَذِیْفَةُ بِنِ یَسَانَ، ابْنِ عَمْرِو، جَرِیْرُ بِنِ عَبْدِ اللّٰهِ بَجَلِی، مُغِیْرَةُ بِنِ شُعْبَةَ، عَمْرُو بِنِ مَعْدِیْكَرِب، طَلِیْحَةُ بِنِ حُوَیْلِدِ اَسَدِیْ اور قَیْسِ بِنِ مَكْشُوْمِ مُرَادِ بَیْ هِیْ تَحْتِ۔

(تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۱۸، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

حضرت عمرؓ نے ہدایت کی تھی کہ اگر نعمان بن مقرنؓ شہید ہو جائیں تو امیر، حَذِیْفَةُ بِنِ یَسَانَ ہوں گے۔ ان کے بعد جریر بن عبد اللہ بجلي۔ ان کے بعد حضرت مغیرہ بن شعبہ اور ان کی شہادت پر اشعث بن قیس۔ عمرو بن معدیکرب اور طلحہ بن حویلد کے بارے میں نعمان کو حضرت عمرؓ نے یہ لکھا کہ عمرو بن معدیکرب اور طلحہ بن حویلد دونوں تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ دونوں عرب کے شہسوار ہیں۔ ان سے جنگی امور میں مشورہ لیتے رہنا مگر ان کو کسی کام میں افسر نہ بنانا۔

(اخبار الطوال، وقعة نهاوند، صفحہ ۱۹۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

بہر حال اسلامی لشکر روانہ ہوا۔ حضرت نعمانؓ نے جاسوسوں کے ذریعہ معلوم کر لیا تھا کہ نہاؤند تک راستہ صاف ہے جہاں دشمن کا لشکر جمع تھا۔

(تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۵، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

قبل ازیں جو اطلاعات ملی تھیں ان سے معلوم ہوتا تھا کہ دشمن بہت بڑی تعداد میں جمع ہو رہا ہے۔ مورخین نے اس لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار اور ایک لاکھ بھی لکھی ہے۔

(فتوح البلدان صفحہ ۱۸۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۰ء)

مگر بخاری کی جو روایت ہے اس کے مطابق یہ تعداد چالیس ہزار تھی۔

(صحیح بخاری کتاب الجزیہ والموادعة باب الجزیہ والموادعة مع اهل الذمہ والحراب ۳۱۵۹)

یعنی جو پہلے ساٹھ ہزار یا لاکھ ہے یہ مبالغہ ہے۔ بخاری کے مطابق تو دشمن کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ دشمن نے چاہا کہ کسی شخص کو گفتگو کے لیے بھیجا جائے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ تشریف لے گئے۔ ایرانیوں نے بڑی شان و شوکت سے مجلس منعقد کی۔ ایرانی سپہ سالار سر پر تاج پہنے سنہری تخت پر متمکن تھا۔ درباری ایسے

یعنی خود جانا چاہیے فرنٹ لائن پر۔ حضرت عثمانؓ کی یہ تجویز مجلس کے اکثر لوگوں کو پسند آئی اور مسلمان ہر طرف سے بولے کہ یہ ٹھیک ہے۔

(اخبار الطوال صفحہ ۱۹۳، وقعة نهاوند، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

اس کو بھی حضرت عمرؓ نے مانا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مزید مشورہ دو۔ پھر حضرت علیؓ کھڑے ہو گئے۔ ایک لمبی تقریر کی جس میں فرمایا امیر المؤمنینؓ! اگر آپ نے شام کی افواج کو وہاں سے ہٹ جانے کا حکم دیا تو وہاں رومی حکومت کا قبضہ ہو جائے گا اور اگر یمن سے اسلامی افواج ہٹ آئیں تو حبشہ کی حکومت وہاں قبضہ کر لے گی۔ اگر آپ خود یہاں سے روانہ ہوئے تو ملک کے گوشہ گوشہ سے مسلمان آپ کا نام سن کر آپ کی معیت کے لیے اڈ پڑیں گے اور جس طرح کے خطرے کے مقابلے کے لیے آپ جارہے ہیں اس سے زیادہ خطرہ ملک خالی ہوجانے کی وجہ سے خود یہاں پیدا ہو جائے گا۔ اس کے بجائے حضرت علیؓ نے تجویز یہ دی کہ آپ بصرہ یہ حکم بھیجیں کہ کل فوج کے تین حصے کر دیے جائیں۔ ایک حصہ تو اسلامی آبادی میں مکان و اطراف کی حفاظت کے لیے چھوڑا جائے۔ ایک حصہ ان مفتوحہ علاقوں میں مقرر کر دیا جائے جن سے صلح ہو چکی ہے تاکہ جنگ کے وقت وہاں کے لوگ عہد شکنی کر کے بغاوت نہ کر بیٹھیں اور ایک حصہ مسلمانوں کے لیے، کوفہ والوں کی امداد کے لیے روانہ کر دیا جائے۔ (تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۳، ۵۲۴، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء) اسی طرح کوفہ والوں کو لکھ دیں کہ ایک حصہ فوج کا وہیں مقیم رہے اور دو حصے دشمن کے مقابلے کے لیے روانہ ہوں۔ اور اسی طرح شام کی افواج کو حکم بھیج دیں کہ دو حصے فوج شام میں مقیم رہے اور ایک حصہ ایران روانہ کر دی جائے اور اس قسم کے احکام عمان اور ملک کے دوسروں علاقوں اور شہروں کے نام صادر کر دیے جائیں۔

(اخبار الطوال، وقعة نهاوند، صفحہ ۱۹۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

آپ کا خود محاذ جنگ پر جانا اس لیے مناسب نہیں کہ آپ کی پوزیشن تو اس لڑی کی سی ہے جس میں موتی پروئے ہوتے ہیں۔ اگر لڑی کھل جائے تو موتی بکھر جائیں گے اور پھر کبھی اکٹھے نہ ہوں گے اور پھر اگر ایرانیوں کو یہ معلوم ہوا کہ خود حاکم عرب محاذ جنگ پر آیا ہے تو وہ اپنی پوری طاقت صرف کریں گے اور اپنا پورا زور لگا کر مقابلے کے لیے آئیں گے۔ اور یہ جو آپ نے دشمن کی افواج کی نقل و حرکت کا ذکر کیا ہے تو خدا تعالیٰ آپ کی نقل و حرکت کے مقابلے میں دشمن کی نقل و حرکت کو سخت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے اور وہ یعنی اللہ تعالیٰ جس چیز کو ناپسند کرتا ہے اس کو بدل ڈالنے کی بہت قدرت رکھتا ہے۔ اور یہ جو آپ نے دشمن کی تعداد کی زیادتی کا ذکر کیا ہے تو ماضی میں ہماری روایات کثرت تعداد کے بل پر لڑائی کرنا نہیں بلکہ ہماری جنگ خدائی امداد کے بھروسے پر ہوتی ہے اور ہمارے معاملے میں فتح و شکست فوج کی کثرت و قلت پر نہیں۔ یہ تو خدا کا دین ہے جس کو خدا نے غالب کیا ہے اور اس کا لشکر ہے جس کی اس نے مدد کی اور ملائکہ کے ذریعہ ان کی وہ تائید کی کہ اس سے یہ مقام حاصل ہو گیا ہے۔ ہم سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اللہ اپنے وعدے کو ضرور پورا کرے گا اور اپنے لشکر کی مدد کرے گا۔

(تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے کہ اگر میں خود روانہ ہوا تو ادھر مسلمان تمام اطراف و اکناف سے ٹوٹ پڑیں گے اور ادھر خود ایرانی پورے زور سے اپنے ساتھیوں کی امداد کے لیے نکلیں گے اور یہ کہیں گے کہ عرب کا سب سے بڑا حاکم خود میدان جنگ میں نکلا ہے۔ اگر اس معرکے کو ہم نے جیت لیا تو گویا سارے عرب کو مار لیا۔ اس وجہ سے میرا جانا مناسب نہیں۔ یعنی کہ دشمن یہ کہے گا کہ اگر ہم نے جیت لیا تو سارے عرب پہ ہمارا قبضہ ہو گیا۔ اس وجہ سے میرا جانا مناسب نہیں۔ آپ لوگ مشورہ دیں کہ کس شخص کو لشکر کا کمانڈر بنایا جائے مگر ایسے شخص کا نام لیا جائے جو عراق کی جنگوں میں شریک ہو کر تجربہ حاصل کر چکا ہو۔ لوگوں نے حضرت عمرؓ کو کہا کہ حضور خود ہی اہل عراق اور وہاں کے لشکر کے متعلق زیادہ علم رکھتے ہیں۔ وہ لوگ آپ کے پاس وفد بن کر آتے رہے ہیں۔ آپ کو انہیں پر کھنے اور ان سے گفتگو کرنے کا موقع ملا ہے۔

(تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

حضرت عمرؓ کی تیز نگاہ نے حضرت نعمان بن مقرنؓ کو اس ذمہ داری کے لیے منتخب کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگ صحابہ میں سے تھے۔

(اخبار الطوال، وقعة نهاوند، صفحہ ۱۹۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

طرح میں باہر نکلے گا اور جب وہ باہر کھلے میدان میں آجائے تو ہم اس سے اچھی طرح نمٹ لیں گے۔

(تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۶، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

حضرت نعمانؓ نے یہ تجویز منظور کر لی اور اسے حضرت قنقاعؓ کے سپرد کیا کہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنائیں۔ انہوں نے طلحہ کی تجویز پر عمل کیا اور بعینہ ویسا ہی ظہور میں آیا جو طلحہ کا خیال تھا۔ قنقاع آہستہ آہستہ شکست کھا کر ہٹتے چلے گئے اور دشمن کا لشکر فتح کے نشے میں بڑھتا چلا آیا حتیٰ کہ سب اپنے قلعوں سے باہر نکل آئے۔ صرف دروازوں پر مقرر کردہ پہرے دار، پہرے دینے والے سپاہی اپنے محفوظ مقامات میں اندر رہ گئے۔ دشمن کی فوج اپنی مستحکم پوزیشنوں سے باہر آ کر بڑھتے بڑھتے اصل اسلامی لشکر سے اس قدر قریب آ گئی کہ اس کے تیروں سے بعض مسلمان زخمی ہو گئے مگر حضرت نعمانؓ نے ابھی عام مقابلے کی اجازت نہ دی تھی۔ حضرت نعمانؓ عاشق رسول تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول یہ تھا کہ اگر صبح جنگ شروع نہ ہو تو پھر زوال کے بعد لڑائی کا اقدام فرماتے جبکہ گرمی کی شدت نہ رہتی اور ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگتیں۔ بعض مسلمان مقابلے کے لیے بے قرار تھے اور دشمن کے تیروں سے کچھ لوگوں کے زخمی ہو جانے سے یہ جوش اور بھی بڑھ گیا تھا۔ وہ سردار لشکر کی خدمت میں جا کر اجازت مانگتے اور آپؐ کہتے کہ ذرا اور انتظار کرو یعنی کمانڈر نے ان کو کہا کہ اور انتظار کرو۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بے قرار ہو کر بولے۔ میں ہوتا تو مقابلے کی اجازت دے دیتا۔ نعمانؓ نے جواب دیا ذرا دیر اور صبر کرو۔ بے شک جب آپ امیر ہوتے تھے تو عمدہ انتظام کرتے تھے مگر آج بھی خدا ہمیں اور آپ کو رسوا نہیں کرے گا۔ جو چیز آپ جلدی کر کے حاصل کرنا چاہتے ہیں ہمیں اس کو نخل سے کام لے کر حاصل کرنے کی امید ہے۔

جب دوپہر ڈھلنے کو تھی تو حضرت نعمانؓ گھوڑے پر سوار ہوئے اور سارے لشکر کا چکر لگایا اور ہر جھنڈے کے پاس کھڑے ہو کر نہایت پُر جوش تقریر کی۔ (تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۶-۵۲۷، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء) اور نہایت دردناک الفاظ میں اپنی شہادت کے لیے دعا کی جس کو سن کر لوگ رونے لگے۔ اس کے بعد آپ نے ہدایت کی کہ میں تین مرتبہ تکبیر کہوں گا اور ساتھ ہی جھنڈا ہلاؤں گا۔ پہلی مرتبہ ہر شخص مستعد ہو جائے۔ دوسری دفعہ ہتھیار تول لے یعنی ہتھیاروں کو تیار رکھے اور دشمن پر ٹوٹ پڑنے کے لیے بالکل تیار ہو جائے اور تیسری مرتبہ تکبیر کہنے اور جھنڈا ہلانے کے ساتھ ہی میں دشمن کی صفوں پر جا پڑوں گا۔ تم میں سے ہر شخص اپنے مقابل کی صفوں پر حملہ کر دے۔ اس کے بعد دعا کی کہ اے خدا! اپنے دین کو عزت دے۔ اپنے بندوں کی نصرت فرما اور اس کے بدلے میں نعمان کو پہلا شہید ہونے کی توفیق عطا کر۔ یعنی کمانڈر نے یہ دعا کی۔ حضرت نعمانؓ نے تیسری بار تکبیر کہی تھی کہ مسلمان دشمن کی صفوں پر ٹوٹ پڑے۔ راوی کہتا ہے کہ جوش کا یہ عالم تھا کہ کسی ایک کے متعلق بھی یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ مرے یا فتح حاصل کیے بغیر واپس جانے کا خیال بھی رکھتا ہو۔

نعمان جھنڈا لیے خود اس تیزی سے دشمن پر لپکے کہ دیکھنے والوں کو یوں معلوم ہوتا تھا کہ جھنڈا انہیں بلکہ کوئی عقاب جھپٹا مار رہا ہے۔ غرض مسلمان تلواریں لے کر یکجائی طور پر حملہ آور ہوئے مگر دشمن کی صفیں بھی اس ریلے کے سامنے جمی ہوئی تھیں۔ لوہے کے لوہے سے ٹکرانے سے سخت شور ہو رہا تھا۔ زمین پر خون بہنے کی وجہ سے مسلمان شہسواروں کے گھوڑے پھسلنے لگے۔ حضرت نعمانؓ جنگ میں زخمی ہو گئے تھے۔ آپؐ کا گھوڑا بھی پھسلا اور آپ زمین پر گر پڑے۔ آپ اپنی سفید قبا اور ٹوپی کی وجہ سے نمایاں طور پر نظر آتے تھے۔ آپ کے بھائی نعیم بن مقرنؓ نے جب آپ کو گرتے دیکھا تو کمال ہوشیاری سے جھنڈا اگرنے سے قبل ہی اٹھالیا اور حضرت نعمانؓ کو کپڑے سے ڈھانک دیا اور جھنڈا لے کر حذیفہ بن یمان کے پاس آئے جو حضرت نعمانؓ کے جانشین تھے۔ حضرت حذیفہؓ نعیم بن مقرنؓ کو لے کر اس مقام پر آ گئے جہاں نعمانؓ تھے اور اس جگہ جھنڈا بلند کر دیا گیا اور حضرت مغیرہؓ کے مشورہ کے مطابق لڑائی کا نتیجہ نکلنے تک حضرت نعمانؓ کی وفات کو مخفی رکھا گیا۔ (تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۶، ۵۲۷، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

اخبار الطوال میں لکھا ہے کہ حضرت نعمان بن مقرنؓ جب زخمی ہو کر گرے تو ان کے بھائی انہیں اٹھا کر خیمہ میں لے گئے اور ان کا لباس خود پہن لیا اور ان کی تلوار لے کر ان کے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور اکثر لوگوں کو یہی غلط فہمی رہی کہ یہ حضرت نعمانؓ ہیں۔

(اخبار الطوال، وقعة نہاد، صفحہ ۱۹۵، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

ہتھیار لگائے بیٹھے تھے کہ دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں۔ مترجم موجود تھا۔ ایرانی سپہ سالار نے وہی پرانی کہانی دہرائی۔ اہل عرب کی زندگی کے ہر پہلو کے لحاظ سے رذیل حالت کا ذکر کیا اور کہا کہ میں اپنے سرداروں کو جو میرے گرد بیٹھے ہیں اس لیے تم لوگوں کو ختم کر دینے کا حکم نہیں دیتا کہ میں نہیں چاہتا کہ تمہارے گندے اجسام سے ان کے تیر ناپاک ہوں۔ (نعوذ باللہ)۔ اگر اب بھی تم واپس چلے جاؤ تو ہم تمہیں چھوڑ دیتے ہیں ورنہ پھر میدان جنگ میں تمہاری لاشیں نظر آئیں گی۔ دشمن کی ان مضحکہ خیز دھمکیوں سے کیا ہوتا تھا۔ حضرت مغیرہؓ نے فرمایا کہ اب وہ زمانہ گیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد نے نقشہ ہی بدل دیا ہے۔

(تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۰، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

سفارت ناکام ہوئی بہر حال اور دونوں لشکر معرکہ آرائی کے لیے تیار ہوئے۔ اسلامی لشکر کے مقدمے پر نعیم بن مقرنؓ مقرر تھے۔ بازوؤں کی کمان حذیفہ بن یمان اور سوید بن مقرنؓ کے ہاتھ میں تھی۔ مَجْرَدَاہ کے افسر قنقاع بن عمرو تھے۔ مجردہ گھڑسواروں کی جو فرنٹ لائن کے گھڑسواروں کا رسالہ ہے اس کو کہتے ہیں اور لشکر کا پچھلا حصہ مَجَاشِع کی سرکردگی میں تھا۔

(تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۵، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

جھڑپیں شروع ہو گئیں مگر میدان جنگ کی صورت حال مسلمانوں کے لیے سخت ضرر رساں تھی کیونکہ دشمن خندقوں، قلعوں اور مکانوں کی وجہ سے محفوظ تھا۔ مسلمان کھلے میدان میں تھے۔ دشمن جب اپنے لیے مناسب دیکھتا اچانک باہر نکل کر حملہ کر دیتا اور پھر واپس اپنے محفوظ مقامات میں داخل ہو جاتا۔

(تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۶، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

اسلحہ کے لحاظ سے دشمن کی یہ حالت تھی کہ ایک راوی کا بیان ہے کہ میں نے انہیں ایک جگہ گزرتے دیکھا ایسے معلوم ہوتا تھا گویا لوہے کے پہاڑ ہیں۔

(تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۰، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

ان حالات کو دیکھ کر اسلامی لشکر کے سپہ سالار نعمان بن مقرنؓ نے ایک مشورے کی مجلس منعقد کی جس میں لشکر کے تجربہ کار اور باتدبیر لوگوں کو بلوایا اور ان کو مخاطب ہو کر بولے۔ آپ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح دشمن اپنے قلعوں، خندقوں اور عمارتوں کی وجہ سے محفوظ بیٹھا ہوا ہے۔ جب اس کی مرضی ہوتی ہے باہر نکلتا ہے اور مسلمان اس وقت اس سے لڑائی نہیں کر سکتے جب تک خود اس کی مرضی باہر نکل کر مقابلہ کرنے کی نہ ہو۔ (تاریخ الطبری جلد ۲، صفحہ ۵۲۶، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

ادھر دشمن کو امدادی کمک بھی مسلسل مل رہی ہے۔

(اخبار الطوال، وقعة نہاد، صفحہ ۱۹۴، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

انہوں نے کہا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان اس صورت حال سے کس مشکل میں مبتلا ہیں۔ اب کیا طریق اختیار کیا جائے کہ دیر کیے بغیر ہم دشمن کو کھلے میدان میں آ کر مقابلہ کے لیے مجبور کر دیں۔ سپہ سالار کی اس بات کو سن کر اس مجلس میں سب سے عمر رسیدہ شخص عمرو بن شیبہؓ بولے۔ وہ قلعوں میں محصور ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دشمن قلعوں میں محصور ہے اور محاصرہ لمبا ہو رہا ہے اور یہ امر اسلامی لشکر کی نسبت دشمن پر زیادہ گراں اور تکلیف دہ ہے۔ اس لیے آپ اس طرح چلنے دیجیے اور محاصرہ لمبا کرتے چلے جائیں۔ ہاں ان میں جو لڑنے نکلنے ہیں ان سے مقابلہ جاری رکھا جائے مگر عمرو بن شیبہؓ کی یہ تجویز مجلس نے منظور نہ کی۔ اس کے بعد عمرو بن معدیکربؓ نے کہا گھبرانے اور ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ پوری طاقت سے آگے بڑھ کر دشمن پر حملہ کیا جائے مگر یہ تجویز بھی رد کر دی گئی۔ تجربہ کاروں نے یہ اعتراض کیا کہ آگے بڑھ کر حملہ کرنے کی صورت میں ہمیں انسانوں سے مقابلہ نہیں کرنا پڑتا بلکہ دیواروں سے ٹکر لینی پڑتی ہے۔ یہ دیواریں ہمارے خلاف دشمن کو مدد دیتی ہیں۔ یعنی قلعہ میں بند ہیں۔ دشمن تو سامنے نہیں ہے۔ اس پر طلحہ کھڑے ہوئے اور بولے میرے نزدیک ان دونوں صاحبوں کی رائے درست نہیں ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ ایک چھوٹا سا رسالہ دشمن کی طرف بھیجا جائے جو قریب جا کر تیر اندازی کر کے کچھ لڑائی بھڑکانے کی صورت پیدا کرے۔ اس رسالے کے مقابلہ کے لیے دشمن باہر نکلے گا اور ہمارے رسالے کا مقابلہ کرے گا۔ اس صورت میں ہمارا رسالہ پیچھے ہٹنا شروع کر دے اور یہ ظاہر کرے گا یا وہ شکست کھا کر بھاگ رہا ہے۔ امید ہے کہ دشمن فتح کی

مزید صبر کی اجازت نہ دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے دیکھ لیا تھا کہ بیڑہ جزد متواتر ہر سال فوج کو بھیج کر جنگ کی آگ بھڑکانے کا موجب بن رہا ہے۔ لوگوں نے بار بار آپؐ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ جب تک وہ اپنی سلطنت میں موجود ہے اس رویہ میں تبدیلی نہیں کرے گا اور اب نہاؤند کے معرکے نے اس رائے کو اور بھی مضبوط کر دیا تھا۔ ان حالات سے مجبور ہو کر حضرت عمرؓ نے معرکہ نہاؤند اکیس ہجری کے بعد فوجی پیش قدمی کی اجازت دے دی تھی اور کل ایران کی فتح کے لیے پلان (plan) بنا کر فوج کو فہ روانہ کی جو ان جنگی سرگرمیوں کے لیے چھاؤنی کی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ایران کے مختلف علاقوں کے لیے مختلف سپہ سالار مقرر کیے اور مدینہ سے ان کے لیے خود جھنڈے بنوا کر بھجوائے۔ خُراسان کا جھنڈا اَخْنَف بن قیس کو، اِصطَخ کا جھنڈا عثمان بن ابوعاص کو، آذَرَشَبِیْر اور سَابُور کا جھنڈا مُجَاشِع بن مسعود کو اور فَسَا اور دَاذَا بَجَرْد کا سَارِیْہ بن زُنَیْم کو، سَجِسْتَان کا عاصِم بن عمرو کو مکران کا حکم بن عمرو کو بھیجا اور کرمان کا جھنڈا سُهیل بن عَدِی کو دیا۔ آذَر بایجان کی فتح کے لیے عُثْبَہ بن فَزَقْد اور بَکِیْر بن عبد اللہ کو جھنڈے بھیجے اور حکم دیا کہ ایک آذَر بایجان پر دائیں طرف حُلُوَان سے حملہ کرے اور دوسرا بائیں طرف موصل کی طرف سے حملہ آور ہو۔ اصفہان کی مہم کا جھنڈا عبد اللہ بن عبد اللہ کو عنایت ہوا۔

(مقالہ 'تاریخ اسلام' بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ، از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب صفحہ 164 تا 166)

اصفہان کی فتح کے بارے میں لکھا ہے کہ اصفہان کی مہم عبد اللہ بن عبد اللہ کے سپرد ہوئی۔ وہ نہاؤند میں تھے کہ حضرت عمرؓ کا خط ملا کہ اصفہان کی طرف روانہ ہوں اور ہراول دستوں کا کمانڈر عبد اللہ بن وَزَقَاء ریناچی کو بنائیں۔ بازوؤں کی کمان عبد اللہ بن وَزَقَاء اسدی کو اور عَضْمَہ بن عبد اللہ کے سپرد کریں۔ عبد اللہ روانہ ہوئے۔ شہر کے مضافات میں اصفہان والوں کے ایک لشکر سے مقابلہ ہوا جو ایرانی سپہ سالار اُسْتَنْدَار کی سرکردگی میں تھا۔ دشمن کے ہراول کا افسر یعنی جو پہلا دستہ تھا اس کا افسر ایک تجربہ کار بوڑھا شہرہ بَرَاذ جَاذَوَیْہ تھا۔ اس نے اپنے دستوں کو لے کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ شدید جنگ ہوئی۔ جَاذَوَیْہ نے مُبَارِزِ ظَلِی کی عبد اللہ بن وَزَقَاء نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ سخت لڑائی کے بعد دشمن شکست کھا کر بھاگ گیا اور سپہ سالار اُسْتَنْدَار نے عبد اللہ بن عبد اللہ سے مصالحت کر لی۔ اسلامی لشکر خاص اصفہان کی طرف بڑھا جو کہ جہی کے نام سے موسوم تھا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ ایک روز شہر کا حاکم فَادُو سَفَان باہر نکلا اور عبد اللہ بن عبد اللہ امیر اسلامی لشکر کو کہا کہ ہماری افواج کی لڑائی سے بہتر ہے کہ ہم تم آپس میں لڑیں جو اپنے حریف پر غالب ہو گیا وہ فاتح سمجھا جائے گا۔ عبد اللہ نے یہ تجویز منظور کر لی اور کہا کہ پہلے تم حملہ کرو گے یا میں۔ فَادُو سَفَان نے پہلے حملہ کیا۔ عبد اللہ اس کے سامنے جھے رہے اور دشمن کی ضرب سے صرف ان کے گھوڑے کی زین کٹ گئی۔ عبد اللہ گھوڑے کی ننگی پشت پر جم کر بیٹھ گئے اور وار کرنے سے پہلے اس کو مخاطب کیا۔ اب ٹھہرے رہنا۔ فَادُو سَفَان بولا کہ آپ کامل اور عقلمند اور بہادر انسان ہیں میں آپ سے مصالحت کر کے شہر آپ کے سپرد کرنے کے لیے تیار ہوں چنانچہ صلح ہو گئی اور مسلمان شہر پر قابض ہو گئے۔ طبری سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتح 21 ہجری میں ہوئی۔

(طبری۔ جلد نمبر 2۔ صفحہ 531 تا 532)

مؤرخ بلاذری نے اس معرکے میں شریک ہونے والے اسلامی لشکر کی امارت پر عبد اللہ بن عبد اللہ کے بجائے عبد اللہ بن بُدَیْل بن وَزَقَاء خُزَاعِی کا نام لیا ہے۔

(فتوح البلدان صفحہ 188)

مگر مؤرخ طبری نے لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے عبد اللہ بن وَزَقَاء اسدی کو جو اس معرکے میں شریک تھے اور ایک بازو کے کمانڈر تھے عبد اللہ بن بُدَیْل بن وَزَقَاء سے مخلوط کر دیا ہے۔ حالانکہ عبد اللہ بن بُدَیْل، حضرت عمرؓ کے زمانے میں کم عمر تھے اور صغیرین کی جنگ میں جب وہ قتل ہوئے تو ان کی عمر صرف چوبیس سال تھی۔

(مقالہ 'تاریخ اسلام' بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ، از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب صفحہ 166 تا 168)

ہَمْدَان کی بغاوت اور دوبارہ فتح۔ نہاؤند کے بعد مسلمانوں نے ہَمْدَان بھی فتح کر لیا تھا تاہم ہَمْدَان والوں نے صلح کے معاہدے کو توڑ دیا اور آذَر بایجان سے بھی فوجی مدد حاصل کر کے لشکر تیار کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے نُعَیْم بن مَقْرِن کو بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ وہاں جانے کی ہدایت فرمائی۔ ایک سخت معرکے کے بعد

مؤرخ طبری نے نہایت نازک مرحلے پر امیر کے حکم کی اطاعت کی عمدہ مثال لکھی ہے۔ حضرت نعمان نے اعلان کر دیا تھا کہ اگر نعمان بھی قتل ہو جائے تو کوئی شخص لڑائی چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ دشمن سے مقابلہ جاری رکھے۔ معقل کہتے ہیں کہ جب حضرت نعمانؓ گرے تو میں آپؐ کے پاس آیا پھر مجھے آپؐ کا حکم یاد آیا اور میں واپس چلا گیا۔ (تاریخ الطبری جلد 2، صفحہ 533، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) اور لڑائی شروع کر دی۔ بہر حال لڑائی دن بھر بڑے زور سے جاری رہی مگر رات ہوتے ہی دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور ایرانیوں کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔

(تاریخ الطبری جلد 2، صفحہ 524-528، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

معقل کہتے ہیں کہ فتح کے بعد میں حضرت نعمانؓ کے پاس آیا۔ ان میں رفق باقی تھی۔ تھوڑی سی سانس لے رہے تھے۔ میں نے ان کا چہرہ اپنی چھاگل سے دھویا۔ آپؐ نے میرا نام پوچھا اور دریافت کیا کہ مسلمانوں کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا آپؐ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے فتح و نصرت کی بشارت ہو۔ آپؐ نے فرمایا الحمد للہ عمرؓ کو اطلاع کر دو۔

(فتوح البلدان صفحہ 183، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

حضرت عمرؓ نہایت شدت سے لڑائی کے نتیجے کے منتظر تھے۔ جس رات لڑائی کی توقع تھی وہ رات حضرت عمرؓ نے نہایت بے چینی سے جاگ کر گزاری۔ (تاریخ الطبری جلد 2، صفحہ 528، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) راوی کہتے ہیں کہ اس تکلیف سے دعا میں مصروف رہے کہ معلوم ہوتا کہ کوئی حاملہ عورت تکلیف میں ہے۔ قاصد فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ پہنچا۔ حضرت عمرؓ نے الحمد للہ کہا اور نعمانؓ کی خیریت پوچھی۔ قاصد نے ان کی وفات کی خبر سنائی تو حضرت عمرؓ کو سخت صدمہ ہوا۔ (تاریخ الطبری جلد 2، صفحہ 521، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) اور سر پہ ہاتھ رکھ کر روتے رہے۔

(فتوح البلدان صفحہ 183، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

قاصد نے دوسرے شہداء کے نام سنائے اور کہا کہ امیر المؤمنین! اور بھی بہت سے مسلمان شہید ہوئے ہیں جنہیں آپؐ نہیں جانتے۔ حضرت عمرؓ روتے ہوئے بولے، عمر انہیں نہیں جانتا تو انہیں اس کا کوئی نقصان نہیں خدا تو انہیں جانتا ہے۔

(تاریخ الطبری جلد 2، صفحہ 521، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

گو مسلمانوں میں غیر معروف ہیں مگر خدا نے ان کو شہادت دے کر معزز کر دیا ہے۔ اللہ ان کو پہچانتا ہے۔ عمرؓ کے پہچاننے سے انہیں کیا غرض۔ معرکے کے بعد مسلمانوں نے ہَمْدَان تک دشمنوں کا تعاقب کیا۔ یہ دیکھ کر ایرانی سردار خُسْرُو شَمُوْم نے ہَمْدَان اور دَسْتِیْبِی کے شہروں کی طرف سے اس ضمانت پر مصالحت کر لی کہ ان شہروں سے مسلمانوں پر حملہ نہیں ہوگا۔ اسلامی لشکر نے شہر نہاؤند پر قبضہ کر لیا۔

(تاریخ الطبری جلد 2، صفحہ 528، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

نہاؤند کی فتح اپنے نتائج کے لحاظ سے بہت اہم تھی۔ اس کے بعد ایرانیوں کو ایک جگہ مجتمع ہو کر مقابلہ کرنے کا موقع نہیں ملا اور مسلمان اس فتح کو فتح الفتوح کے نام سے یاد کرنے لگے۔

(فتوح البلدان صفحہ 183، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

ایران پر عام لشکر کشی کی تجویز بھی ہوئی۔ کس طرح ہوئی؟ اس بارہ میں لکھا ہے کہ گو اخلاقی اور قانونی نقطہ نظر سے مسلمان اس امر کے بالکل مجاز تھے کہ مملکت کی جارحانہ طاقت کو پوری طرح توڑ کر دم لیں کیونکہ دشمن بار بار حملہ کر رہا تھا۔ حضرت عمرؓ کا دردمند دل ہر مرحلے پر مزید خونریزی سے متنفر تھا لیکن حضرت عمرؓ کو یہ چیز پسند نہیں تھی اور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سچے خادم کی قلبی خواہش تھی کہ ایرانی سلطنت سرحدی علاقوں پر ہی شکست کھا کر مزید فوجی کارروائیاں بند کر دے اور یہ جنگ وجدال کا سلسلہ بند ہو جائے۔ حضرت عمرؓ نے نہ صرف اس خواہش کا متعدد مرتبہ اظہار کیا بلکہ ایران و عراق کی افواج کو خود بخود کسی پیش قدمی سے کلیتہً منع کر دیا تھا مگر دشمن کی مزید فوجی کارروائیوں اور مفتوحہ علاقوں میں بار بار بغاوت کر دینے کے سبب سے آپؐ کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی اور محاذ جنگ سے آمد اہل الرائے کے ایک وفد سے گفتگو کر کے آپؐ اس نتیجے پر پہنچے کہ مزید فوجی اقدام کیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ یہ سترہ ہجری کی بات ہے مگر اس کے باوجود بھی ایک لمبے عرصہ تک آپؐ نے افواج کو آگے بڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ مگر اب حالات جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے

مسلمانوں نے شہر فتح کر لیا۔

مسجد بنانا چاہتے تھے لیکن مسز یوں نے کام کرنے سے انکار کر دیا۔ گاؤں کا جو سردار تھا اس نے بھی دھمکی دی کہ نہیں بننے دوں گا۔ بہر حال ان تمام رکاوٹوں کے باوجود انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور بڑے مضبوط ارادے کے ساتھ مسجد کی تعمیر کرواتے رہے اور اگر مزدور وغیرہ نہیں آتے تھے تو خدام، اطفال سے وقار عمل کرواتے تھے بلکہ غیر احمدی بچے بھی وقار عمل میں شامل ہو جاتے تھے جن سے اچھا تعلق تھا اور یوں یہ مسجد بن گئی۔ یہ کہتی ہیں جب جکار تہ میں ان کی تقرری ہوئی تو وہاں بھی بہت زیادہ مخالفت تھی لیکن وہاں سیلاب آیا تو غیر احمدی مخالف پناہ لینے کے لیے ہماری مسجد میں آنے لگ گئے اور کہتے ہیں دو سال لگا تا سیلاب آتا رہا اور یہ لوگ ہماری مسجد میں ہی پناہ لیتے رہے۔ ایک طرف مخالفت کرتے رہے پھر پناہ لینے کے لیے آتے رہے۔ پھر کچھ معاملہ ٹھنڈا ہو گیا۔ ان کے کارناموں میں سے ایک نمایاں کارنامہ یہ تھا کہ انہوں نے انڈونیشیا میں ریڈیو اور انٹرنیٹ کے ذریعہ جماعت کا پیغام اور خلیفہ وقت کے خطبات کا ترجمہ براہ راست پیش کرنے کا انتظام کروایا۔ اس وقت یہاں یوٹیوب کے ذریعہ خطبہ کالائیو ترجمہ ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ بہر حال انہوں نے ساری زندگی بڑی محنت کی اور ایک مثالی مبلغ سلسلہ تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بچے شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے درجات بلند فرمائے۔ ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ صاحبزادہ فرحان لطیف صاحب شکا گو امریکہ کا ہے کچھ عرصہ ہو ان کی وفات ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کے پڑپوتے تھے۔ مرحوم شکا گو جماعت کے فعال رکن تھے۔ ہمہ وقت مدد اور خدمت کے لیے تیار رہتے تھے۔ چہرے پر مسکراہٹ اور سلام کرنے میں پہل آپ کا نمایاں وصف تھا۔ مسجد میں کوئی بھی بڑا چھوٹا کام ہوتا اس کے لیے فوراً لبیک کہتے اور خدمت کے لیے ہمیشہ صف اول میں ہوتے تھے۔ شکا گو جماعت میں آڈیٹر کے فرائض بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین چھوٹے بچے اور بوڑھے والدین شامل ہیں۔ وفات کے وقت ان کی عمر 45 سال تھی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ بچوں کو بھی جماعت سے ہمیشہ وابستہ رکھے۔

اگلا ذکر ملک مبشر احمد صاحب لاہور کا ہے۔ کافی عرصہ ہو 21 نومبر کو ان کی وفات ہو گئی تھی لیکن جنازہ نہیں ادا کیا گیا تھا۔ ان کے بیٹے نے لکھا تھا کہ ان کا جنازہ پڑھ دیا جائے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور مفسر قرآن حضرت مولانا غلام فرید صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تھے۔ داؤد خیل ضلع میانوالی میں امیر جماعت کے علاوہ حیدرآباد میں مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ قرآن کریم کی ڈکشنری کی تکمیل میں بھی ان کو کام کا موقع ملا جس کو خلیفۃ المسیح الرابعی کے ارشاد کی تعمیل میں انہوں نے اپنے والد ملک غلام فرید صاحب کی وفات کے بعد چھوٹے بھائی کے ساتھ مل کر ترتیب دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

ان سب کا جیسا کہ میں نے کہا نماز جنازہ نماز جمعہ کے بعد ادا کروں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 10 ستمبر 2021ء)

☆...☆...☆

میں ہو جاتی ہیں تو اس پہ جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ ایک آزاد معاشرے کی یہ بھی بڑی برائی ہے کہ اس طرح آزادانہ میل ملاپ کی وجہ سے غلط تعلقات قائم ہو جاتے ہیں اور پھر جب جھوٹ کا پول کھلتا ہے تو پھر لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ پھر ان کی علیحدگیاں اور طلاقوں تک نوبت آ جاتی ہے۔

ہمارے ہاں بھی اگر آپ جائزہ لیں تو گھروں کی لڑائیاں، طلاق اور

خلع کی نوبت اس لئے آتی ہے کہ جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 16 جون 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

جو یہ ساری ریسرچ کی ہے اس میں جھوٹ بولنے کی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ پھر اور مختلف بہانے ہیں دھوکہ دینے کے لئے، اپنی کمزوریاں چھپانے کے لئے، اپنے بارے میں غلط تاثر قائم کروانے کے لئے، اپنی خود پسندی کے لئے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ یہ تو چھوٹے چھوٹے جھوٹ ہیں۔ بڑے جھوٹوں میں اُس نے ذکر کیا کہ خاوند اور بیوی اپنے تعلقات میں جو ایک دوسرے کے غیروں سے ہوتے ہیں ان کو چھپانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ جب بیوی اور خاوند کی دوستیاں آزادی کی وجہ سے غلط رنگ

(ماخوذ از سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی صفحہ 431 دار المعرفہ بیروت 2007ء)

حضرت عمرؓ کو اس معرکے کے نتیجے کی خاص فکر تھی۔ قاصد فتح کی خوشخبری لایا۔ حضرت عمرؓ نے اس کے ذریعہ نعیم بن مقرن کو حکم بھیجا کہ ہمدان میں کسی کو اپنا قائم مقام بنا کر خود رے کی طرف بڑھیں اور وہاں جو لشکر ہے اس کو شکست دے کر رے میں ہی قیام کریں کیونکہ اس شہر کو اس تمام علاقے میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

(مقالہ 'تاریخ اسلام بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ' از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب صفحہ 169)

بہر حال ابھی اور دوسری جنگوں کا بھی ذکر ہے اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں جو فتوحات ہوئیں ان کا ذکر چل رہا ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ یہ ذکر ہو گا۔

اس وقت میں بعض مرحومین کا بھی ذکر کروں گا اور جمعہ کی نماز کے بعد ان کا جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔ ان میں جو پہلا ذکر ہے وہ محمد دیانتونو صاحب انڈونیشیا کا ہے جو 15 جولائی میں 46 سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ ان کی اہلیہ نے لکھا کہ مرحوم ایک غیر احمدی خاندان میں پیدا ہوئے لیکن آپ کو بچپن سے مسجد جانے کا شوق تھا اور وہ دوسرے بچوں سے الگ تھلگ تھے۔ دیر دیر تک مسجد میں رہنا، اسلام کی تعلیم سیکھنا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا انہیں پسند تھا۔ کہتے تھے کہ یہ سب ان کے لیے حقیقی نعمت تھی تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔ گاؤں میں ان کا ایک دوست تھا جو احمدی تھا۔ جب یہ ہائی سکول میں پڑھتے تھے تب ان کے اس دوست سے ان کو جماعت کے بارے میں پتہ چلا۔ موصوف نے جماعت جی لیدرگ (Ciledug) اور جی ریون میں بیعت کی۔ جب ان کے والد صاحب کو ان کی بیعت کا پتہ چلا تو انہیں بہت غصہ آیا اور گھر سے نکال دیا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ان کا بیٹا گمراہ ہو گیا ہے۔ بہر حال گھر کا دروازہ بھی ان کے لیے نہیں کھولا جاتا تھا۔ ان کو باہر سونا پڑتا تھا۔ کچھ دیر یہ اسی طرح چلتا رہا پھر کچھ معاف بھی کر دیا، گھر بھی آنے لگ گئے۔ بہر حال 1997ء میں لوکل جماعت کے عہدیدار ان نے ان کو جامعہ جانے کی تجویز دی کیونکہ ان کے نزدیک وہ مبلغ بننے کے قابل تھے۔ ان کو جوانی سے ہی تبلیغ کا شوق تھا۔ بہر حال انہوں نے جامعہ میں داخلہ لیا اور 2002ء میں جامعہ سے فارغ ہوئے۔ ان کی پہلی تقرری جماعت جے نے پونتوہ (Jeneponto) میں ہوئی۔ کیونکہ ان کو تبلیغ کا شوق تھا اس لیے داعیان کے ساتھ تبلیغ کے لیے گاؤں گاؤں جاتے تھے۔ اللہ کے فضل سے ایک گاؤں میں سینکڑوں بیعتیں کروانے کی بھی توفیق پائی اور جب مشن ہاؤس کی تعمیر شروع ہوئی تو آپ خود بھی کام کرتے تھے۔ اس وقت جماعت میں اس جگہ پہ کوئی مشن ہاؤس نہیں تھا۔ ان کی بیوی کہتی ہیں مجھے یاد ہے کہ ہم بہت ہی سادہ کرائے کے مکان میں رہتے تھے۔ اتنا سادہ تھا کہ گھر میں سامان بھی کوئی نہیں ہوتا تھا۔ گھر کا کل سامان کیا تھا۔ صرف ایک کبیل تھا، ایک تکیہ تھا، ایک چٹائی تھی جس پہ سو جاتے تھے اور کھانا پکانے کے لیے جو برتن تھا اسی سے کام چلاتے تھے۔ ہر کام اسی سے لیتے۔ اسی سے کھانا پکاتے تھے اور اسی میں پانی وغیرہ رکھتے تھے۔ ایک دن کہتی ہیں کہ رئیس التلیغ سیوطی عزیز صاحب اور صوبائی مبلغ سیف العیون صاحب ہمارے گھر آئے۔ گھر کی حالت دیکھ کر دونوں حیران ہو گئے۔ بہر حال اس کے بعد جماعت جے نے پونتوہ نے مشن ہاؤس بنانے کے لیے مرکز سے درخواست کی اور وہاں مشن ہاؤس کی تعمیر بھی ہو گئی۔ اس کے بعد مسجد بھی وہاں بن گئی۔ پہلے یہ لوگ مسلمانوں کی ایک مشترکہ مسجد تھی وہاں نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر مخالفت کی وجہ سے وہاں نماز پڑھنی بند ہو گئی۔ پھر ایک گھر میں نماز پڑھتے تھے اور مسجد بنانے میں بھی بہت سی رکاوٹیں تھیں۔

بقیہ: فرمان خلیفہ وقت..... از صفحہ 1

سچائی کا معیار بہت اچھا ہے تو اس مضمون کو پڑھ کر لگتا ہے کہ ان کی ہر بات کی بنیاد جھوٹ پر ہے۔ انہوں نے پہلے جو ابتدائی سروے کیا اس سے پتا چلا کہ ہر شخص روزانہ تین چار جھوٹ بولتا ہے اور یہ سب جھوٹ جو مثلاً مختلف قسم کے جھوٹ ہیں، یہ جھوٹ اس لئے ہیں کہ کسی کی صحیح رہنمائی نہ کرو۔ کسی کی گائیڈنس کرنی ہے یا کسی کو رہنمائی دینی ہے تو صحیح نہ کرو۔ اس میں بھی جھوٹ بولا۔ کسی کو دھوکہ دینا ہے تو اس کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ پھر

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE



اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں

+44 79 5161 4020

info@alfazlonline.org

ترہی رنگ میں ایک نظم میں آپ ناصحانہ رنگ میں یوں مخاطب ہیں۔

کچے بیر تے کھٹے امب
کھا کھا کھنگ لوایئے ناں
لوکاں دیاں برائیاں اتوں
کدی دی پردہ چایئے ناں
اور ایک قرآنی اصل کو یوں بیان کیا -
مٹی دے وچ مٹی ہو کے
فیر انسان مکرم ہويا

اللہ تعالیٰ اس کتاب کی اشاعت موصوف لکھاری کے لیے اور جماعت
احمدیہ کے لیے مبارک کرے۔ آمین ثم آمین

تبرہ نگار۔ فرخ شاد۔ لندن

شاعر: جناب مبارک احمد ظفر۔ تبرہ کتب

قلم داسورج

اینبہوں نیزہ تے نالے میں تیر آکھاں
اینبہوں اج دی میں شمشیر آکھاں
اج جنگ نہیں تیراں تلواراں دی
اج لوڑ اے قلم دے واراں دی
یہ مجموعہ 174 صفحات پر مشتمل ہے۔ آخری صفحے پر موصوف نے
اپنے ان چار مجموعوں کا ذکر کیا ہے۔ صفحہ عشق، وفا کے دیپ، تذکرۃ الآباء
اور قلم داسورج۔
اور کتاب درج ذیل ایڈریس پر دستیاب ہے۔

Central road 226

Morden surrey

SM45PP

موصوف نے مختلف عناوین پر قلم اٹھایا ہے۔ پنجابی کلام کو پڑھنے میں
مشکل پیش آتی ہے اُسے کہنا کتنا مشکل ہو گا۔ لیکن جناب شاعر نے نہایت
خوش اسلوبی سے پنجابی کلام کہنے کے حق کو نبھایا ہے۔ عمومی طور پر کتاب کی
اشاعت میں پروف کی غلطیوں کا امکان بھی رہ جاتا ہے۔ لیکن ”قلم داسورج“
پروف کی غلطیوں سے بھی مبرا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
کے امریکہ کانگریس سے خطاب کے وقت اراکین کی طرف سے جس تعظیم کا
مظاہرہ ہم نے ایم ٹی اے پر دیکھا۔ اس کو اشعار کی شکل آپ نے یوں دی۔
انوکھی شان دا اللہ نے کروایا سفر تیرا
بڑا ڈونگا دماغاں تے خدا پایا اثر تیرا
کھلو اٹھے تری تعظیم وچ پردھان ہنے سن
دلاں اتے عجب اک پے گیا سی رعب و ڈرتیرا
مخالفین سے بھی آپ بڑے احسن رنگ سے مخاطب ہوئے لیکن ان
مخالفوں سے بچنے کے لیے خلافت کے حصار اور سہارے کو یوں بیان کیا۔
ظفر خلافت دے سائے بیٹھاں اسی بے خوفی آں ہسدے وسدے
خدا نے سانوں درندیاں دیاں حملیاں توں بچا لیا اے

جماعت احمدیہ کے مستند اور پائے کے شاعر جناب مبارک احمد ظفر اسلام
آباد برطانیہ نے اپنا پنجابی کلام کا مجموعہ بعنوان ”قلم داسورج“ پڑھنے کو دیا۔
جو دیدہ زیب جلد اور نفیس کاغذ پر طبع شدہ ہے۔ ٹائٹیل پیج مہندی
کلم میں ہے۔ جس پر قلم واضح طور پر ہے اور اس کے بیک گراؤنڈ پر سورج
کی شعاعیں دکھائی گئی ہیں۔

مربوط جلد ایک الگ Glazing paper کے ساتھ کور کی گئی
ہے۔ جس کی اندر کی تہہ پر یعنی کتاب کھلتے ہی جن مبارک الفاظ پر قاری کی
نظر پڑتی ہے۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
ہی کے قلم سے تحریر میں شاعر کو مبارکباد دی ہے۔ ”اللہ مبارک کرے“
(دستخط) مرزا مسرور احمد

حضرت خلیفۃ المسیح کے قلم سے تحریر شدہ ان مبارک الفاظ سے مجموعہ
کلام کی خوبصورتی کو چارچاند لگ گئے ہیں۔
موصوف شاعر نے اپنے مجموعہ کلام کا نام اپنے جس شعر سے اخذ کیا ہے۔

جد دی دیوا مدھم ہويا
قلم کا سورج پرچم ہويا

قلم کے حوالے سے آپ کی ایک نظم تین اشعار پر مشتمل ”ن والقلم“ کے
عنوان سے مجموعہ کلام کے صفحہ 31 پر شائع ہوئی ہے جو اس ساری کتاب
کا نچوڑ ہے۔ کیونکہ آج جماعت احمدیہ قلم کے ساتھ جو جہاد کر رہی ہے۔ اس
کا یہ اعلان ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قلم کے جہاد کے بارے
میں اپنا موقف بیان فرمایا ہے۔

ان تین اشعار کو ادارہ افضل آن لائن نے مورخہ چار ستمبر 2021ء
کے شمارے میں نمایاں طور پر اس غرض سے شائع کروا دیا ہے کہ تا
قارئین افضل کو لکھنے کی جانب رغبت ہو۔ آمین
وہ نظم یوں ہے:

بچاں والا اے کیڈا قلم لوکو
جیدی چائی اے رب قسم لوکو

چھوٹی مگر سبق آموز بات

ایک خاتون نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے
ملاقات کے دوران اپنی بعض نجی مشکلات کا ذکر کیا تو حضور نے دعا
دی اور فرمایا یہ شعر کثرت سے پڑھا کریں:-
بارگاہ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
اس سے اگلا شعر یوں ہے:-
حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کریاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے
حضرت مسیح موعود نے نظم اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے
سامنے (جس کے مندرجہ بالا دو اشعار ہیں) جناب شیخ محمد بخش صاحب
رئیس کڑیا نوالہ ضلع گجرات کو سخت مالی مشکلات کے دور ہونے کے لئے
لکھ کر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعا کے طفیل ان کی مشکلات اور
ہیکالیف دور کر دی تھیں۔
ہم دوستوں کو بھی اپنی مشکلات کی دوری کی خاطر یہ نظم بالخصوص
دو اشعار کثرت سے پڑھنے چاہیں۔

طلوع وغروب آفتاب

غروب آفتاب

طلوع فجر

13 ستمبر 2021ء

18:26

04:50



مکہ مکرمہ

18:28

04:49



مدینہ منورہ

18:37

04:49



قادیان

18:17

04:29



ربوہ

19:22

05:06



اسلام آباد ٹلفورڈ

آج کی دعا

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۚ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٦﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٦٧﴾ (الفرقان: 66-67)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب ٹال دے یقیناً اس کا عذاب چٹ جانے والا ہے۔ یقیناً وہ عارضی ٹھکانے کے طور پر بھی بہت
بری ہے اور مستقل ٹھکانے کے طور پر بھی۔

یہ قرآن مجید کی جہنم سے پناہ کی دعا ہے۔

ان سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے رحمن خدا کے بندوں کی صفات کچھ یوں بتائی ہیں کہ رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ
چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں ”سلام“۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے لئے راتیں سجدہ کرتے ہوئے اور
قیام کرتے ہوئے گزارتے ہیں۔

مرسلہ: مریم رحمن